ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.3 2023

اسلام میں ملکیت اراضی کا تصور اور عصری تناظر میں اطلاقی جائزہ

The concept of Islamic land Property and its implimentation in the Modern perspective

ڈاکٹر شبانہ رفیق

لیکچرار اسلامیات، گورنمنٹ ایسوسی ایٹ کالج برائے خواتین کوٹ چھٹہ، ڈی جی خان

سعد رفیق

ایم فل اسکالر، غازی یونیورسٹی، ڈیرہ غازی خان

Abstract

Islam is a complete guideline for living. Land is a place where Allah the Almighty, has provided a lot of opportunities for human guidance. The land is made up of all of the natural resources that man relies on to earn a living. Islam recognises man's personal property of land, providing him to benefit from a lot of different things but prohibiting others from interfering without his permission. The concept of property has been introduced in the Qur'an and Sunnah.From a religious point of view this issue is very important, because it has to do with the economic system of the Qur'an.The Qur'an is not a book of economics, it is a book of guidance. And the economic system of Islam can be presented in an organized way only when the issue of land property is resolved in the light of the Qur'an and Sunnah. Today, there are contradictions between different views on economics and the Islamic economic system. Behind all these economic systems is the issue of land property. The present article will focus on "what is the basic concept of land property in islam and its implimentation in the Modern perspective". The issue of land property should be harmonized with the true spirit of religion. In Islamic society, the unlimited application of land property has created economic inequality. As a result, it is necessary to resolve this issue so that the Muslim population is aware of it.

Keywords: land property, Islamic concept, Modern perspective, Implimentation

تمہید:

اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے۔ اسلامی نظام زندگی میں جہاں عبادت کی اہمیت ہے وہاں معاملات و معاشرت کو بھی بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ زمین اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک تحفہ ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے انسان کی ہدایت کے لیے بے شمار وسائل مہیا کیے ہیں۔ اس میں کسی قوم، فرد یا ملت کی جدوجہد کا کوئی عمل دخل نہیں۔ زمین معاشی پیداوار کے لیے ایک بہت بڑا خزانہ ہے جس میں تمام انسانوں کا حق معاش برابر ہے زمین میں وہ تمام قدرتی وسائل شامل ہیں جن پر محنت کر کے انسان اپنی زندگی کا گزر بسر کرتا ہے۔ یہ ضابطہ حیات قرآن و سنت کی روشنی میں ہمارے پاس محفوظ ہے جس میں ملکیت کا تصور پیش کیا گیا ہے۔ کہ ہر چیز کا مالک اللہ تعالیٰ کی ذاتِ باری تعالیٰ ہے۔ انسان کسی چیز کا خالق نہیں لہذا مالک بھی نہیں۔ البتہ انسانی ملکیت حقیقی اور قطعی نہیں بلکہ قانونی اور عارضی ہے۔ اسلام انفرادی اور اجتماعی املاک کے حقوق کو تسلیم کرتا ہے لیکن نظم و

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.3 2023

ضبط اور اس کے غلط استعمال کو روکنے کے لیے کچھ پابندیاں بھی عائد کرتا ہے خاص طور پر اگر معاشرے میں معاشی عدم مساوات اس حد تک بڑھ جائے جہاں غریبوں کا استحصال ہو تو وہاں پابندی عائد کی جاسکتی ہے۔

ملکیت کا تعارف:

ملکیت عربی اور اُردو زبان میں عام مستعمل ہے۔اِس کا مادہ (م ل ک) ہے

مِلک:ملکیت **ملک وماله ملک** یعنی اُس کے پاس کوئی چیز نہیں جسکا وہ مالک ہو

هذا ملک یمنی وہ میرے قبضہ اور رصرف میں ہے یعنی میں اُس کا مالک ہوں۔[1]

بیان السان میں ملکیت کے حوالے سے اِسطرح بیان کیا گیا ہے:

مِلک جو چیز قبضہ اور اختیار میں ہو حکومت، بادشاہی، بزرگی، رعب، دبدبہ وغیرہ

اَملاک ملوک۔کسی چیز کو اپنی ملکیت بنانا، اپنے قبضہ اور اَختیار میں لانا۔[2]

لغات عربی اور فقہ اسلامی میں ملکیت کی لاتعداد تعریفیں ملتی ہیں۔فقہانے ملکیت کی تعریف ذرا مختلف انداز میں کی ہے۔لیکن چند الفاظ میں کی جانے والی کوئی تعریف ان حدود اور تقاضوں کا احاطہ نہیں کر سکی جو اسلام میں حق ملکیت کے ساتھ وابستہ ہیں۔ملکیت کی ایک مختصر اور جامع تعریف مشہور حنفی محقق ابن ہمام (681م) نے فتح القدیر میں بیان کی ہے:

"الملک قدرةیثبیتها اشارع ابتداء علی التصرف الامانع"[3]

ملکیت تصرف کرسکنے کا اختیار ہے جس کا سرچشمہ شارع کا حکم ہے

علامہ ابن جرجانی کے نزدیک:

"الملک ،اتصال شرعی بین الانسان وبین شئی یکون مطلقاً لتصرفه فیه وحاجزاًعن تصرف غیره فیه"[4]

"ایک شرعی اتصال ہے جو کسی انسان اور اور ایسی چیز کے درمیان ہو جس میں وہ انسان توردوبدل کر سکے لیکن کوئی دوسرا اس میں تسلط نہ کر سکے۔"

الاحمد نگری کے نزدیک:

"الملک اتصال شرعی بین الانسان وبین شئی یکون سببیا لتصرفه وما نعن تصرف غیره" [5]

"ملکیت انسان اور کسی چیز کے درمیان ایک شرعی تعلق کا نام ہے جو اس کے تصرف کا سبب بنتا ہے اور دوسروں کو تصرف سے روکتا ہے۔"

ان تعریفوں سے یہ بات واضح ہے کہ ملکیت کا حصول شریعت کے مطابق کیا جاتا ہے اور وہی حقوق اور اختیارات قابل اعتبار ہیں جو مالک کو شریعت کی طرف سے دیے جاتے ہیں کیونکہ ملکیت کے حق ملکیت کا اصل مقصد شریعت کی طرف سے حکم دینا ہے

---

1 - Misbahullughat,Arbi urdu dictionary,khazina Elmo Adab market urdu bazar Lahore,p:788-789
2 -Byan- ul.lisan,Arbi urdu Dictionary,darul Ashat Karachi,2007,p:793
3 -Ibne Hamam,Kamal-udin,Muhammad bin Abdul Wahid,(681M),Fathihulqadeer, Almaktabah Rashedia sarka road koita ,jild,5,p:456
4 -Jarjani,Ali bin Muhammad,Sayad Sharif(816M), Altarifat,Almulkutab Berut Labnab,1996,p:284
5 -Alahmad Nagri,Abdunabi bin Abdul Rasool jame-ul-ulum Almuqalb bdastur ul –ulma Daira almaarif Hedar Abad,Dakan ,1329 h,j,3,p:322

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.3 2023

وھبہ الذھیلی کے نزدیک:

"جب کوئی شخص کسی چیز تک رسائی حاصل کرلیتا ہے تو وہ اس کے لیے مخصوص ہو جاتی ہے اسی خصوصیت کی بناء پر وہ مالک اس چیز سے فائدہ اٹھا سکتا ہے اور اس میں ردوبدل کر سکتا ہے۔ اگر کوئی شرعی مانع موجود ہے جیسے جنون، سفیہ بچپن، تو پھر تصرف نہیں کر سکتا۔ گویا نابالغ اور مجنوں مالک تو ہوتے ہیں لیکن اہلیت کی کمی اور فقدان کی وجہ سے تصرف نہیں کر سکتے۔ تو پھر کوئی دوسرا شخص یا ولی اس میں تصرف کر سکتا ہے۔ لیکن جب یہ رکاوٹ ختم ہو جاتی ہے تو تصرف کا حق اُسے دوبارہ مل جاتا ہے۔"[6]

اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جب کوئی چیز انسان کی ملکیت میں ہوتی ہے تو وہ اس میں ہر طرح کا ردوبدل کر سکتا ہے اور ملکیت کی بناء پر وہ اپنی چیز سے ہر قسم کا فائدہ اٹھا سکتا ہے اور دوسرا کوئی شخص مالک کی اجازت کے بغیر اس میں دخل اندازی نہیں کر سکتا۔ اس لیے ضروری ہے کہ ملکیت کا حصول شرعی طریقے پر ہوا ہو کیونکہ وہی حقوق اور اختیارات قابل اعتبار ہیں جو شریعت کی طرف سے مالک کو عطا ہوتے ہیں۔

الفریڈ مارشل اپنی کتاب "Principal of Economics" میں لکھتے ہیں:

"Land is a meant tha material and the forces which nature gives freely for man,s aid in land and water in air and light and heat."[7]

ذیل میں اس بات کو زیر بحث لایا جائے گا کہ زمین کی نجی ملکیت کیسے شروع ہوئی اور اس نے جاگیرداری کی شکل کیسے اختیار کی جس نے انسانیت کو ظلم و جبر کی چکی میں کچل دیا اور انسانیت کو ایک دوسرے سے الگ کر دیا۔

زمینداری اور جاگیرداری کا تاریخی پس منظر:

زرعی زمین معیشت میں بہت اہم ہے۔ قدیم زمانے سے ہی معاشرے کی خوشحالی کا انحصار زمین پر تھا۔ اور زمانے کے بدلتے ہوئے تقاضوں کے مطابق زرعی اصلاحات جاری رہیں۔

مستقل ملکیت کا تصور:

"اولین زمانے میں اراضی تمام انسانوں کی مشترکہ ملکیت سمجھی جاتی تھی۔ جو شخص پہلی مرتبہ کسی اراضی کو استعمال کرتا وہ عارضی طور پر اس کا مالک بن جاتا تھا۔ اور جب تک وہ زمین اس شخص کے قبضہ میں رہتی کوئی دوسرا شخص اس میں دخل اندازی نہیں کر سکتا تھا یہ بات انصاف اور قانون کے خلاف سمجھی جاتی تھی۔ ایسے قبضہ میں صرف طاقت کی ضرورت ہوتی تھی اور ہر وقت یہ امکان رہتا تھا کہ اگر کسی طاقت ور شخص کو کوئی مقام پسند آ گیا تو وہ بے دخل کر کے اس پر قبضہ کر لے گا۔ انسان اس عارضی ملکیت پر زیادہ عرصہ صبر نہ کر سکا اور مستقل ملکیت کا تصور قائم ہو گیا۔ یہ تصورر قائم ہونے کے بعد جائیداد کا مالک ایک شخص یا ایک خاندان نہ ہوتا تھا بلکہ پدرسری خاندان کے نمونے پر جو جماعتیں قائم تھیں وہی اس کی مالک ہوتیں تھیں آخر کار ان جماعتوں کے مشترکہ حقوق سے آہستہ آہستہ شخصی حقوق علیٰحدہ ہوتے گئے اور بالآخر نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ فرد واحد اس کا مالک سمجھا جانے لگا۔"[8]

---

6 -Wahba Azuheli ,Alfiq-ul-islami wa Adilatuho,Darul Ashaat Karachi,2012,J,2,p:448
7.Marshal,Alfred,Principal of Economics London Macmillan and co ltd,1920,Book ,4,P:7
8 -Ameeni ,Taqi ,Islam ka Zari Nizam,Maktaba Imdadia Multan,p:101

ذاتی قانون پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ذاتی ملکیت کی جو موجودہ شکل رائج ہے وہ جماعت کے اجتماعی حقوق سے ذاتی حقوق کی علیحدگی سے پیدا ہوئی ہے۔اس طرح خاندان زیادہ سے زیادہ موروثی بن جاتے ہیں۔پھر یہ وراثت نسل در نسل چلتی رہتی ہے اور گھرانوں میں تقسیم ہو جاتی ہے پھر لوگ خاندانوں کی جگہ لے لیتے ہیں اور انہیں مالک سمجھا جاتا ہے لیکن تبدیلی کے اس مرحلے پر ملکیت کی صورتحال بدلتی رہتی ہے

کاشتکار بطور غلام:

پوری تاریخ پر نظر ثانی کرنے سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ابتدائی زمانہ میں زمیندار کاشتکاری کے طریقوں سے ناواقف تھے۔اور نچلے طبقے کے لوگ جو غلام تھے زمین کو کاشت کرتے تھے۔ایک عرصے تک غلاموں کا ایک گروہ زمین پر کاشت کرتا رہا۔اس صورتحال میں جب خرابی حد سے زیادہ بڑھ گئی اور زمینداروں نے محسوس کیا کہ زمین کی قیمت میں اس وقت تک اضافہ نہیں ہو سکتا جب تک کہ زمین کی پیداوار میں غلاموں کے ذاتی مقاصد شامل نہ ہوں۔تو غلاموں کے فرار کی یہ صورت تھی کہ بعض زمینداروں نے دوامی پٹہ اور آزاد آسامیوں کو زمین دینے کا طریقہ اپنایا اس لیے اس نظام کے بعد ایک کسان کے پاس اتنی زمین ہو گی کہ اس کا احاطہ کرنا مشکل ہو گیا چنانچہ پہلی مرتبہ روما میں بھی اکیلے شخص کی ملکیت میں بڑی جائیدادوں کا ذکر ملتا ہے۔چنانچہ اس نظام کے قائم ہونے کے بعد کسانوں کی دو اقسام ہو گئیں۔

1. آزاد کسان
2. غلام کسان

ان نئے کسانوں کے ساتھ زمین دینے کا معاملہ پہلے تو معاہدہ کے زریعے طے ہوتا تھا لیکن جب بعد میں اس شکل کو زیادہ ترقی ہوئی تو بعد میں اس کو محدود ملکیت کا خاص نام دے دیا گیا۔

محدود ملکیت کی بگڑی ہوئی شکل جاگیر داری نظام:

محدود ملکیت کی مسخ شدہ یہی شکل جاگیر دارانہ نظام ہے اور اس نظام کی تمام اچھی اور بری شکلیں اسی سے پیدا ہوئیں۔

1. موروثی ملکیت میں تمام زمینیں آزاد آسامیوں کے ورثاء کی طرف منتقل ہو جایا کرتی تھیں۔
2. انہی آزاد آسامیوں سے کھیت کی بڑائی پر دینے کا طریقہ رائج ہوا
3. اسی محدود ملکیت کے نظام کو دیکھ کر جاگیر داری نظام قائم کیا گیا۔[9]

مولانا تقی امینی کے نزدیک:

"شروع میں تو یہ جاگیر صرف بادشاہوں کے مصاحبوں کو درباری کے صلہ میں ملا کرتی تھی اور لوگ اپنی ذاتی آزادی اس کے صلہ میں قربان کر دیتے تھے لیکن بعد میں اس کا رواج عام ہو گیا اور نوبت یہاں تک پہنچی کہ کاشتکار کی حیثیت زرعی غلام کی سی ہو گئی اور اولین زمانہ کے غلام کاشتکار اور ان نام نہاد آزاد کاشتکاروں میں کوئی فرق نہیں رہا۔"[10]

الغرض یہ بات واضح ہے کہ زمینداری اور جاگیر داری کی بنیادیں اسی طرح رکھی گئیں اور مختلف شکلوں میں پوری دنیا میں پھیل گئیں۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رومیوں اور عجمیوں کے کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

"طبقہ امراء کے لیے آرام وسکون کی زندگی گذارنے کی بس یہ صورت باقی رہ گئی تھی کہ کاشتکاروں، تاجروں اور دیگر کام کرنے والوں سے بھاری لگان اور ٹیکس وصول کیا جاتا تھا جس کی وجہ سے ان کا جینا حرام ہو گیا تھا۔اگر یہ لوگ نافرمانی

---

9 -Dehlvi,Shah Wali ullah,Hujatullah Albaligha,Tarjmah Abdul Haq Huqani,Daru Asha,at Krachi,J,1,p:104
10 -Ameeni ,Taqi ,Islam ka Zari Nizam,p:107

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.3 2023

کرتے توانہیں سخت سزادی جاتی تھی اگر حکم مان لیتے تھے تو محنت اور مشقت برداشت کرناپڑتی اوران کی زندگیاں گدھوں گھوڑوں کی طرح ہوجاتیں۔انہیں اتنا وقت بھی نصیب نہیں ہوتا تھا کہ وہ اپنی دینی اور دنیاوی زندگی کے بارے میں کچھ سوچ سکیں۔کوئی ایسا شخص بھی نہیں تھا جسے دین کی کوئی فکر ہو۔"[11]

مذکورہ بالا بحث سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ جاگیر دارانہ نظام یورپ میں رائج تھا اور زمانہ قبل از اسلام سے رائج ہے۔جاگیر دارانہ نظام کی شکلیں باقی دنیا میں پائی گئی ہیں لیکن اسے دین اسلام سے خارج کر دیا گیا ہے کیونکہ اسلام میں اس نظام کی کوئی مثال نہیں ہے۔

اسلام میں ملکیت اراضی کا تصور:

اسلام کے مطابق کائنات کی ہر چیز کا حقیقی مالک اللہ تعالی ہے۔اس نے کائنات کی ہر چیز بشمول انسان کو پیدا کی اور وہ تمام چیزیں مہیا کی جو اسکی زندگی اور بقا کے لیے ضروری ہیں۔کائنات میں جو کچھ بھی ہے یہاں تک کہ اس کا چھوٹا ذرہ بھی انسان کا نہیں ہے۔دوسری چیزوں کا تذکرہ تو بہت دور انسان خود اپنے اوپر کوئی مالکانہ حق نہیں رکھتا۔انسان کے پاس جو کچھ بھی ہے وہ اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے۔زمین تمام قدرتی وسائل اور انعامات پر مشتمل ہے جو اللہ نے انسان کو عطا کیے ہیں اور جس سے انسان محنت کر کے اپنی روزی کماتا ہے۔زمین خدا کی طرف سے ایک تحفہ ہے جس میں اللہ تعالی نے انسان کی رہنمائی کے لیے بے شمار وسائل مہیا کیے ہیں۔اس میں کسی قوم،فرد یا قوم کی جدوجہد شامل نہیں ہے۔زمین معاشی پیداوار کے لیے ایک عظیم خزانہ ہے جس میں تمام انسانی حقوق برابر ہیں۔استعمال کے حوالے سے زمین کو دو اقسام میں تقسیم کیا جاتا ہے

1. رہائشی زمین
2. زرعی زمین

مولانا مودودی ملکیت اراضی کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ:۔

"اسلام تمام ملکیتوں کی طرح زمین پر انسان کی ذاتی ملکیت کو تسلیم کرتا ہے جس طرح دوسری چیزوں پر انسان کی ملکیت ثابت ہو سکتی ہے اس طرح زمین بھی ایک آدمی کی ملکیت ہو سکتی ہے جس طرح دوسری چیزوں کے لیے کوئی حد مقرر نہیں ہے ایک گز مربع سے لے کر ہزار ہا ایکڑ تک خواہ کتنی ہی اراضی کیوں نہ ہو اگر جائز طریقے سے آدمی کی ملکیت ہے تو وہ قانونی طور پر اس کا مالک ہے۔اس کے لیے خود کاشت کرنے کی بھی ضرورت نہیں."[12].

تاہم زمین کے حوالے سے انسان کے صرف دو مقاصد ہیں جو زراعت یا رہائش سے متعلق ہیں۔ان دونوں مقاصد کے لیے قرآن انسان کی ذاتی ملکیت کو تسلیم کرتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَنْفِقُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّا أَخْرَجْنَا لَكُمْ مِنَ الْأَرْضِ"[13]

ترجمہ:"اے ایمان والو اپنی پاکیزہ کمائی میں سے اور جو ہم نے تمہارے لیے زمین سے نکالی ہیں اس میں سے خرچ کرو۔"

جس طرح صدقہ کی قبولیت کے لیے ضروری ہے کہ وہ منافقت اور دکھاوے سے پاک ہو اسی طرح یہ بھی ضروری ہے کہ وہ حلال اور خالص کمائی سے ہو چاہے اس کا تعلق کاروبار سے ہو یا باغات سے۔قرآن زمین کی پیداوار سے زرعی اجناس کی نجی ملکیت کو تسلیم کرتا ہے۔

---

11 . Dehlvi,Shah Wali ullah,Hujatullah Albaligha,P:126
12 .Maudodi, Abu-ul-Aala Sayad,Masla malkiat_ zamin, Islamic pblikashanz Lahore2007 ,p:23
13 -Albaqarah:2/267

سورت قلم میں ہے:

"أَنِ اغْدُوا عَلَى حَرْثِكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صَارِمِينَ"[14]

ترجمہ: "صبح سویرے اپنے کھیتوں کی طرف جاؤ اگر تم اسے کاٹنے والے ہو۔"

رہائش کے حوالے سے قرآن کی یہ آیت نجی ملکیت کی اہمیت کو واضح کرتی ہے:

" يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ بُيُوتِكُمْ حَتَّىٰ تَسْتَأْنِسُوا وَتُسَلِّمُوا عَلَىٰ أَهْلِهَا ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ"[15]

ترجمہ: "اے ایمان والو اپنے گھروں کے علاوہ کسی کے گھروں میں داخل نہ ہو جب تک کہ اجازت حاصل نہ کر لو اور وہاں کے رہنے والوں کو سلام نہ کر لو یہ تمھارے لیے بہتر ہے تاکہ تم نصیحت حاصل کرو"۔

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن سکونت کے لیے بھی زمین کی نجی ملکیت کو تسلیم کرتا ہے اور گھر کے مالک کو یہ اختیار دیتا ہے کہ کوئی دوسرا انسان اس کی اجازت کے بغیر اس کی حدود میں قدم نہ رکھے۔

قرآن کریم کے بعد سنت کی طرف آئیں تو زمین کی انفرادی ملکیت کے احکام اور حقوق و فرائض زیادہ مفصل بیان کیے گئے ہیں۔ ذیل میں چند احادیث ملاحظہ ہوں جن سے زمین کی انفرادی ملکیت واضح طور پر ثابت ہوتی ہے حضرت عائشہ صدیقہ روایت کرتی ہیں کہ حضور پاک صلی علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ:

"مَنْ أَحْيَا أَرْضًا مَيْتَةً فَهِيَ لَهُ وَلَيْسَ لِعِرْقٍ ظَالِمٍ حَقٌّ"[16]

"جس نے بنجر زمین آباد کی اسی کی ملکیت ہوئی اور ظالم کے درخت بو دینے سے اس کا حق ثابت نہیں ہوتا"۔

زمین کے معاملے میں اسلام کے پیش نظر یہ اصول تھا کہ اسے شخصی ملکیت سے نکال کر اجتماعی ملکیت بنا دیا جائے۔ لیکن یہاں پر یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اسلام کی نظر میں زمین سے فائدہ کی فطری اور صحیح صورت صرف یہی ہے کہ وہ اشخاص کی ملکیت ہو صرف یہی نہیں بلکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اکثر و بیشتر سابق ملکیتوں کو ہی برقرار رکھا اور آئندہ کے لیے غیر مملوکہ اراضی پر نئی ملکیتوں کے قیام کا دروازہ کھول دیا۔

کسی شخص کی مملوکہ اراضی پر قبضہ کرنے کو بدترین جرم قرار دیا گیا ہے کہ کوئی شخص کسی کی مملوکہ اراضی پر ناجائز قبضہ نہیں کر سکتا

ایک حدیث میں حضور پاک صلی علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

" مَنْ ظَلَمَ قِيدَ شِبْرٍ مِنَ الْأَرْضِ طُوِّقَهُ مِنْ سَبْعِ أَرَضِينَ"[17]

جو شخص کسی کی بالشت بھر زمین بھی ناحق لے لے اس کے گلے میں سات زمینوں کا طوق ڈالا جائے گا۔

دوسری جگہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"مَنْ زَرَعَ فِي أَرْضِ قَوْمٍ بِغَيْرِ إِذْنِهِمْ، فَلَيْسَ لَهُ مِنَ الزَّرْعِ شَيْءٌ وَلَهُ نَفَقَتُهُ"[18]

"جو شخص دوسروں کی زمین میں اس کی اجازت کے بغیر کھیتی کرے اس کے لیے کھیتی کا کوئی حصہ حلال نہیں۔"

---

14 -Alqlum,68/22
15 -Alnoor,24/27
16 -Abu dauod, Sunan Abi daud ,Darul Kitab Alarbi Berut.Hadith,3075
17 .Bukhari ,Imam,Sahi Bukhari,,p,1033
18 .Tirmizi ,Imam,Jami Tirmizi ,p:279

قرآن اور احادیث سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ زمین کی ملکیت بھی دوسری چیزوں کی طرح ہے جس طرح دوسری چیزیں انسان کی ملکیت ہو سکتی ہیں اسی طرح زمین بھی انسان کی ملکیت ہو سکتی ہے اور اس میں کسی حد کی بھی ضرورت نہیں ہے۔ اس کے مالکانہ حقوق وہی ہیں جو ایک مالک کو دوسری چیزوں پر حاصل ہوتے ہیں۔ لیکن اسے یہ اختیارات تب ہی ملیں گے جب زمین کسی دوسرے شخص کی ملکیت نہ ہو۔ اگر زمین کسی دوسرے شخص کی ملکیت ہے تو چاہے وہ بنجر اور ویران ہی کیوں نہ ہو کوئی دوسرا شخص اسے مالک کی اجازت کے بغیر آباد نہیں کر سکتا۔

"جب کوئی شخص قدرتی حالت پر پڑی ہوئی کسی بنجر اور غیر آباد زمین کو قابل کاشت بناتا ہے تو وہ شخص قرآن مجید کے تصور ملکیت کی روشنی میں اس قطعہ زمین کا مالک بن جاتا ہے۔ اور اسے زمین سے انتفاع کے حق میں دوسروں پر ترجیح حاصل ہوتی ہے اور اب کسی دوسرے شخص کے لیے جائز نہیں کہ اس کی رضامندی کے بغیر اس قطعہ زمین سے وہ فائدہ اٹھائے جو صرف مالک کے لیے جائز ہوتا ہے۔ ہاں البتہ مالک کو یہ اختیار ہوتا ہے کہ وہ اپنی مرضی اور خوشی سے زمین کسی دوسے شخص کو دے دے اور اس کے حق میں اپنی ملکیت سے دستبردار ہو جائے۔ اس طرح انسان دوسری اشیاء کی طرح ہر اس شئے کا مالک قرار پاتا ہے جو ذرائع پیداوار اور آمدنی سے تعلق رکھتی ہیں۔ لہذا اسلام دونوں قسم کی اشیاء کے متعلق شخصی ملکیت کو جائز تسلیم کرتا ہے۔"[19]

چنانچہ قرآن مجید میں صرف ان اشیاء کی نجی ملکیت تسلیم کی گئی ہے جو انسانی محنت کا نتیجہ ہوتی ہیں۔ مثلاً دولت، اجناس، سونا چاندی گھر وغیرہ۔ جبکہ کسی ایسی چیز کی نجی ملکیت تسلیم نہیں کی گئی جو انسانی محنت کا نتیجہ نہیں ہوتیں۔

ملکیت اراضی کا عصری تناظر میں اطلاقی جائزہ:

مسلمانوں نے ہندوستان پر ہزار سال حکومت کی۔ اس پورے عرصے میں یہاں کی زمین کو حکومت کی ملکیت سمجھا جاتا تھا۔ کسان صرف اس پر کاشت کرتے تھے اور پیداوار کا ایک حصہ سرکاری خزانے میں جمع کراتے تھے۔ غیر حاضر زمینداری کا وجود نہیں تھا کیونکہ اسلام اس نظام سے ناواقف تھا۔ غیر حاضر زمینداری کا آغاز انگریزوں سے ہوا جب انہوں نے برصغیر پر قبضہ کر لیا۔ انہوں نے کاشتکاروں کو زمین کا مالک بنایا۔ تاہم برطانوی قبضہ مسلمانوں کے لیے کوئی نئی بات نہیں تھی۔ اس طرح کے واقعات پہلے بھی ہو چکے ہیں، لیکن مسلم فقہاء نے فیصلہ دیا ہے کہ مسلمانوں کو فوری طور پر اس علاقے کو دوبارہ حاصل کرنا چاہیے۔ اور جب دشمن کا قبضہ ختم ہو جائے گا تو ان کی حیثیت اور اہمیت لوٹ آئے گی۔

تحدید ملکیت:

قرآن وحدیث میں ایسی کوئی نص نہیں ہے جس سے یہ ثابت ہو کہ انسان اتنی ایکڑ زمین کا مالک ہو سکتا ہے اس سے زیادہ زمین نہیں رکھ سکتا پھر جب کسی دوسری جائیداد کی ملکیت کے حوالے سے قرآن وحدیث میں کوئی پابندی نہیں ہے نہ مویشی اور نہ درہم اور دینار وغیرہ پر تو زمین پر یہ پابندی کیوں ہے۔ تاہم زمین کے حوالے سے قرآن پاک کی آیات سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ عوامی مفاد کے لیے ہے اور مفاد خاص اس کے تابع ہے۔ لہذا اگر لوگوں کی طرف سے زمین کی نجی ملکیت کو محدود کرنے کا مطالبہ ہے تو اسے برقرار رکھتے ہوئے محدود کیا جا سکتا ہے.

مولانا محمد طاسین کے نزدیک:

"شریعت کے تمام احکام وضوابط میں انسانوں کی مصلحت ومنفعت کو ملحوظ رکھا جائے جہاں عوام کی عمومی مصلحت کا تحفظ زمین کی انفرادی ملکیت سے ہوتا تھا وہاں شریعت نے انفرادی ملکیت کو جائز ٹھہرایا اور جہاں اس مصلحت کا تحفظ زمین کی

19-Tu,aseen ,Muhammad,Morawaja Nizam-e-Zamindari Aur Islam, Markazi Anjuman Khudam ul quran Lahore ,1995 p: 32-33

حرف و سخن HARF-O-SUKHAN Urdu Research Journal of PAKISTAN
ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.3 2023

اجتماعی ملکیت سے ہو سکتا تھا وہاں شریعت نے اجتماعی ملکیت کو جائز اور ضروری قرار دیا۔ اصل مقصد نہ انفرادی ملکیت ہے نہ اجتماعی ملکیت بلکہ اصل مقصد انسانوں کی مصلحت و منفعت ہے کیونکہ اسلام نہ ہر حال میں انفرادی ملکیت کا قائل ہے اور نہ اجتماعی ملکیت کا کیونکہ بعض حالات میں انفرادی ملکیت کو جائز اور صحیح اور بعض میں اجتماعی ملکیت کو جائز اور درست کہتا ہے۔"[20]

حضرت شیخ جلال الدین تھانسیری نے تحقیق اراضی ہند کے نام سے ایک رسالہ شاہنشاہان مغلیہ کے دور میں تصنیف کیا تھا۔ شیخ صاحب فرماتے ہیں

"اور تقریر (خلیفہ کا ملک کی زمین کو مسلمانوں کی انفرادی ملکیت بنانے کی بجائے مفتوح غیر مسلموں کے قبضہ میں باقی رکھنا اور اس کی ملکیت کو حکومت کی ملکیت سمجھنا "تقریر" کہلاتا ہے) کے متعلق ہمارے علماء کی دلیل حضرت عمر فاروق کی وہ تقریر ہے جو صحابہ کرام کی مطابقت کے ساتھ سواد عراق کے متعلق ان سے عمل میں آئی۔ ہاں اگر امام کسی شہر کو غلبہ کے ساتھ فتح کرے تو اسے اختیار ہے چاہے تو وہ اراضی کو مسلمانوں میں تقسیم کر دے اور چاہے تو اراضی کو مفتوح آبادی کے قبضہ میں رہنے دے۔ اور ان پر جزیہ لگا کر ان کی اراضیات پر خراج مقرر کر دے۔ جیسا عراق کی اراضی کے متعلق حضرت عمر نے کیا تھا۔ پس جس کس نے مخالفت کی اس کو ناپسند سمجھا گیا۔ بہر حال وہ دونوں باتوں میں آزاد ہے اور دونوں اس کی صوابدید کے لیے اسوہ حسنہ ہیں۔"[21]

ملکیت زمین کی حد بندی شریعت کے خلاف ہے اس سے کسانوں کی مالی حالت میں کوئی خاص تبدیلی نہیں آئے گی۔ کیونکہ پاکستان میں بہت کم بڑے زمیندار ہیں زمین کی ملکیت کی حد بندی سے بہت کم کسانوں کو مالی فائدہ ہو گا اور زیادہ تر کسان مایوس ہو جائیں گے۔ لہٰذا زرعی نظام میں مکمل انقلاب لانے کی ضرورت ہے۔ اور یہ کام شریعت کی حدود میں ہونا چاہیے۔

عارضی تحدید ملکیت:

حکومت مصلحت عامہ کی خاطر عارضی طور پر کچھ عرصے کے لیے ملکیت کی ایک حد مقرر کر سکتی ہے۔ اس تحدید ملکیت کی بھی دو صورتیں ہیں۔

1. مالکوں کی موجودہ املاک کو چھیڑے بغیر یہ حکم جاری کیا جائے کہ آئندہ کوئی شخص فلاں چیز ایک مقررہ حد سے زیادہ اپنی ملکیت میں نہیں لا سکے گا۔
2. دوسری صورت میں یہ ہے کہ کسی بھی چیز کی ملکیت کی ایک حد اس طرح مقرر کر دی جائے کہ جس شخص کے پاس اس وقت بھی وہ چیز اس مقررہ حد سے زیادہ موجود ہو اسے وہ زائد مقدار حکومت کے حوالے کرنا ہو گی.

جہاں تک پہلی صورت کا تعلق ہے تو وہ دراصل ملکیت کی تحدید نہیں ہے بلکہ ملکیت کی کسی خاص شکل کے حد سے زیادہ استعمال پر پابندی ہے۔ مثلاً عارضی طور پر مصالح عامہ کے پیش یہ قانون بنایا جائے کہ جس شخص کے پاس سو ایکڑ یا اس سے زیادہ اراضی موجود ہے تو وہ اب کوئی نئی زمین نہیں خرید سکتا یا جس کے پاس رہائش کے لئے گھر ہے تو وہ کوئی نیا مکان نہیں بنا سکتا۔ اس قسم کی تحدید اگر مصالح عامہ کو پیش نظر رکھتے ہوئے حکومت کی جانب سے عائد کر دی جائے اور اس کا مقصد کسی حلال کو حرام کرنا نہ ہو تو قرآن و سنت سے اس کی گنجائش معلوم ہوتی ہے اور اسلامی حکومت کو

---

20 -Tu,aseen ,Muhammad,Morawaja Nizam-e-Zamindari Aur Islam, p:51
21.Teqiq Arazi Hind ,Bhawala, Hifzur Rehman Sevharvi, Molana,Islam ka Iqtasadi Nizam,Maktaba Rehmania Urdu Bazar Lahore ,p,55

حرف و سخن HARF-O-SUKHAN Urdu Research Journal of PAKISTAN
ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.3 2023

یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ کسی جائز کام پر مصالح عامہ کے پیشِ نظر عارضی طور پر پابندی عائد کر دے۔اور اس صورتحال میں عوام الناس پر واجب ہے کہ وہ اس حکم کی تکمیل کریں۔"[22]

قرآن پاک میں ارشاد ہے:

"یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ"[23]

ترجمہ:"اے ایمان والو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور تم میں سے جو حاکم بنایا جائے"۔

اس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ اگر اسلامی حکومت دائرہ اسلام میں رہتے ہوئے عوام کے مفاد میں کوئی حکم نافذ کرتی ہے تو وہ واجب الاطاعت ہے۔ لہٰذا اسلام کے اجتماعی نظام میں کوئی معاملہ انسان کے ہاتھ میں نہیں ہے بلکہ اس کا مالک صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہے۔انسان صرف ایک خلیفہ کی حیثیت سے مفید کام سرانجام دیتا ہے۔

اجتماعی مفاد کی خاطر تحدید ملکیت:

ملکیت کی پابندی کی ایک شکل ملکیت کی ایک حد مقرر کرنا اور مارکیٹ ریٹ پر زائد جائیداد خرید کر مالکان کو معاوضہ دینا ہے۔اور یہ زمینیں ان کسانوں کو دی جائیں جو بے زمین ہیں۔اور مستقبل میں ایک مدت کے لیے ضرورت سے زیادہ املاک رکھنے پر پابندی لگائی جائے۔لہٰذا شریعت کا حکم ہے کہ کسی مالک کی زمین اس کی مرضی کے بغیر خریدنا جائز نہیں ہے۔

قرآن مجید میں ارشاد ہے:

" اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ"[24]

ترجمہ:"مگر یہ کہ تجارت ہو باہمی رضامندی سے"

تاہم قومی اور ذاتی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے حکومت طاقت کے ذریعے بھی خرید سکتی ہے۔اسلامی ریاست کی ذمہ داری کا ایک بڑا ذریعہ جاگیر دینا تھا۔اور حضور پاک صلی علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں ایک شخص کو جاگیر کا ایک حصہ اس شرط پر دیا گیا کہ وہ اسے آباد کرے گا اور اس کا ایک حصہ خزانے میں جمع کرائے گا۔

> "چنانچہ حضور پاک صلی علیہ وآلہ وسلم نے قبیلہ مزینہ کے لوگوں کو کچھ جاگیر عطا فرمائی تھی۔ان لوگوں نے اسے قابلِ کاشت بنانے کی زحمت گوارہ نہیں کی نتیجہ یہ نکلا کہ اس زمین پر کچھ دوسرے لوگوں نے کاشتکاری کر لی۔اب مزینہ والوں نے اس زمین کو واپس لینا چاہا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے یہ معاملہ پیش ہوا۔آپ رضی اللہ عنہ نے یہ فیصلہ صادر فرمایا کہ جو شخص تین برس تک زمین بیکار چھوڑ دے اور اس کو نہ کرے اور کوئی دوسرا آدمی اس کو آباد کر لے تو یہ دوسرا آدمی جس نے اسے آباد کیا ہے وہ اس کا زیادہ حقدار ہے."[25].

حضرت ابو بکر صدیق نے بھی اسی طریقہ کو برقرار رکھا۔

> "حضرت ابو بکر صدیق نے حضرت طلحہ کو زمین کا ایک ٹکڑا بطور جاگیر لکھ دیا تھا۔اور اس تحریر پر کچھ لوگوں کو گواہ بھی بنایا تھا جن نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی تھے چنانچہ طلحہ وہ تحریر لے کر حضرت عمر کے پاس پہنچے کہ اس پر آپ نے مہر لگا

22.Usmani, Muhammad Taqi ,mlkiyyat e zamin aur us ki tahdid,Maktaba Darul uloom Karachi ,p,27 -
23 -Alnisa,4/59
24 .Alnisa,4/29
25 .Abu Yosaf ,Qazi ,Imam, Kitab ul Kharaj,p:77

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.3 2023

دیں تو حضرت عمر نے اس پر اپنی مہر لگانے سے انکار کر دیا اور کہا کہ دوسرے لوگوں کو محروم کر کے یہ ساری زمین تم ہی تنہا لے لوگے کیا؟ اس کے بعد طلحہ حضرت ابو بکر صدیق کے پاس واپس آئے اور کہنے لگے واللہ میں یہ نہیں سمجھ سکا کہ آپ ہیں یا حضرت عمر انہوں نے کہا کہ میں نہیں بلکہ عمر لیکن انہوں نے انکار کر دیا ہے۔"[26]

الغرض حضرت عمر کی مخالفت کی وجہ سے صدیق اکبر کا یہ حکم منسوخ کر دیا گیا۔

اس بارے میں علامہ بدر الدین عینی فرماتے ہیں:

"یجوز للجندی اللذی یقطع له ان یوجر ما قطع له"[27]

لشکری اور فوجی خدمات کے لئے اپنے قطعے کو کرائے پر دینا جائز ہے۔

مندرجہ بالا بحث سے دو باتیں واضح ہوتی ہیں۔

1. ضرورت سے زیادہ کسی کو جاگیر نہ دی جائے۔
2. اپنی جائیداد ضرورت اور مصروفیت کی وجہ سے کرایہ پر دی جاسکتی ہے۔

مولانا محمد طاسین کے مطابق:

" حکومت کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ خاص طور پر یہ پتہ چلائے کہ جو افراد ہزاروں ایکڑ اراضی کے مالک بنے بیٹھے ہیں وہ حقیقت میں اس اراضی کے مالک ہیں یا نہیں اور ان کے آباؤاجداد نے یہ اراضی کس طرح حاصل کی اور کس طرح وہ اس کے مالک جب پوری تحقیق سے یہ بات واضح ہو جائے کہ اسلامی قانون کے مطابق اس زمین کے مالک نہیں ہیں بلکہ ان کا قبضہ ناجائز ہے تو پھر حکومت ان سے یہ اراضی لے کر ان مزارعین کو دے جنہوں نے خود یا ان کے آباؤاجداد نے اس اراضی کو غیر آباد سے آباد کیا تھا اور ناجائز قبضہ سے ہٹا کر اجتماعی مفاد کے لیے مخصوص کر دیا جائے معاشرے میں معاشی توازن برقرار رکھنے کے لیے ایسا کرنا ضروری ہے۔"[28]

اس تحدید ملکیت کا فائدہ یہ ہے کہ اس سے معاشرے میں عدم مساوات کا خاتمہ ہو جائے گا اور دولت چند لوگوں کے ہاتھوں میں آنے کے بجائے گردش کرتی رہے گی۔

اسلامی نظام حکومت سے یہ پتہ چلتا ہے کہ ہے اراضی کا بہت بڑا حصہ حکومت کے ہاتھ میں تھا عوام کے ہاتھ میں نہیں تھا۔ اور جاگیر دینے کا مقصد زمین کو کاشت کر کے اپنا گزر بسر کرنا اور بنجر زمینوں کو اپنی محنت سے پیداوار کے قابل بنانا تھا۔ صحابہ کرام کے پاس کوئی بڑی جائیداد نہیں تھی بلکہ ان کی ضرورت کے مطابق زمینیں تھیں جن میں کچھ صحابہ تو خود کاشت کرتے تھے اور کچھ کرایہ پر دے دیتے تھے۔

مزارعت کا معاملہ:

زرعی زمین کا مالک اپنی زمین کسی دوسرے فرد کو اس زمین کی پیداوار میں ایک معین نسبت سے حصہ دار ہونے کی شرط پر کاشت کے لیے دے مزارعت کہلاتا ہے فقہا کرام نے مزارعت کی مختلف تعریفیں بیان کی ہیں۔

"دفع الرض الیٰ من یزرعها او یعمل علیها والزرع بینهما"[29]

26- Abu Ubaid ,Qasim Asalam,kitabul Amwal,p:445
27.Aeni ,Badarudin,Alama,Umdah Tul Qari ,J,6,p:36
28 . Tu,aseen, Molana, Morawaja Nizame Zamindari Aur islam,p:90-91
29.Ibne Qudama,Alama Almughni ,Darul fikar berut(640m)labnan,j,5,p:241

مزارعت یہ ہے کہ زمین دوسرے کو اس معاہدے پر دینا کہ وہ اس زمین کو کاشت کرے گا اور دیگر تمام کام کرے گا اور پیداوار دونوں میں تقسیم ہو گی۔

کتاب الھدایہ میں مزارعت کی تعریف اس طرح کی گئی ہے:

"ھی عقد علی الزرع ببعض الخارج"[30]

مزارعت سے مراد وہ عقد ہے جو زمین کی پیداوار کے کچھ حصے پر زمین کی زراعت کے لیے کیا جائے۔

مزارعت کے عدم جواز میں دلائل:

وہ احادیث جن سے یہ گمان کا پہلو واضح ہوتا ہے کہ شریعت زمین کی نجی ملکیت کو صرف خود کاشتی کی حد تک محدود کرنا چاہتی ہے اور اسی غرض کے لیے اس نے بٹائی اور نقد لگان کی ممانعت کی ہے۔ اس کے علاوہ وہ روایات جن میں مزارعت یا کرایہ زمین کی ممانعت وارد ہوئی ہے یا جن میں یہ حکم آیا ہے کہ آدمی کے پاس خود کاشت سے زائد زمین ہو اسے دوسروں کو مفت دے یا روک رکھے۔ درج ذیل ہیں۔

اس مسئلہ میں سب سے زیادہ جس صحابی نے سب سے زیادہ شہرت پائی وہ رافع بن خدیج ہیں۔ رافع کہتے ہیں کہ ہم زراعت کے لیے زمینیں کرایہ پر دیتے تھے۔ اور تہائی اور چوتھائی غلہ کی مقدار مقرر کرتے تھے۔ میرے چچاؤں کو حضور پاکؐ نے ایک ایسے کام سے منع کر دیا جو ان کے لیے فائدہ مند تھا۔

"نَهَانَا أَنْ نُحَاقِلَ بِالأَرْضِ فَنُكْرِيَهَا عَلَى الثُّلُثِ وَالرُّبُعِ وَالطَّعَامِ الْمُسَمَّى وَأَمَرَ رَبَّ الأَرْضِ أَنْ يَزْرَعَهَا أَوْ يُزْرِعَهَا وَكَرِهَ كِرَاءَهَا وَمَا سِوَى ذَلِكَ."[31]

حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے:

"نھی رسول اللہ عن المحاقلہ والمزابنہ"[32]

"حضور پاکؐ نے محاقلہ اور مزابنہ سے منع فرمایا"

"زرعی زمین جس شخص کے پاس بھی ہو وہ اپنی زمین خود کاشت کرے اگر خود کاشت نہ کر سکتا ہو تو دوسرے ضرورت مند بھائی کو بلا معاوضہ مفت کاشت کے لیے دے دے۔ نہ بٹائی پر دے اور نہ نقد اجارے پر دے اس کا لازمی نتیجہ یہی نکلتا ہے جو حضرت عمرؓ نے بلال بن حارث مزنی کے بارے میں ایک فیصلہ صادر فرمایا تھا کہ جتنی زمین آپ رکھ سکتے ہیں کاشت کر لیں اور بقیہ زمین ضرورت مندوں میں تقسیم کر دیں"[33]

مزارعت کے عدم جواز میں منع کی وجوہات:

زمانہ خلافت میں زمین بٹائی پر دینے کی مختلف صورتیں رائج تھیں ان میں سے کچھ ایسی تھیں جو دوسروں کی محنت سے ناجائز فائدہ اٹھانے کا سبب بنتی تھیں جس کی وجہ سے مفت خوروں کا ایک طبقہ پیدا ہو جاتا تھا۔ اور بہت سارے کاشتکاروں کی حق تلفی ہوتی تھی یا مزارعت میں ایسی سخت شرطیں ہوتیں تھیں جو جھگڑے اور فساد کا باعث بن جاتی تھیں۔ ایسی صورت حال کی بناء پر مزارعت سے وقتی طور پر منع کر دیا گیا تھا۔ ذیل میں درج چند صورتیں درج کی جاتی ہیں۔

30.Almurghinani,Ali Bin Abi Bakar, Burhan udin,Alhadia.Sharah Bdayatulmubtadi,Berut Labnan,Book Almazaria,J,4,p:332
31-Muslim Bin Hajaj, ABU Ul Husain Alqusheri Neshapori ,Imam,Sahi muslim Darul jeel Berut ,Hadith,4027
32-Muslim Bin Hajaj¸ImamSahi Muslim P, 982
33. Tu,aseen, Molana, Morawaja Nizame Zamindari Aur Iislam,p ,54

حرف و سخن
ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.3 2023

1. صاحب زمین معاملہ کرتے وقت پیداوار کا ایک خاص حصہ مقرر کر لیا کرتے تھے اور بقیہ کاشتکار کو ملتا تھا۔ اگر اس حصے میں اتفاقاً کم پیداوار ہو جاتی تھی تو معاملہ لڑائی جھگڑا اور فساد تک پہنچ جاتا تھا۔ اور اکثر صاحب زمین زبردستی کاشتکار کی زمین پر قابض ہو جاتا تھا۔
2. پیداوار کا کچھ حصہ الگ کر کے بقیہ پر معاملہ کیا جاتا تھا۔ مثلاً جتنی بھی پیداوار ہو اس میں سے دو من نکال کر بقیہ پیداوار میں صاحب زمین اور کاشتکار دونوں شریک ہوں گے اس طریقہ سے کاشتکار کی حق تلفی ہوتی تھی کیونکہ دو من غلہ پہلے ہی مالک کو مل جاتا تھا اور بعد میں حسب معاملہ دونوں میں تقسیم ہو جاتا تھا۔
3. اس شرط پر معاملہ طے ہوتا تھا کہ نہر اور نالیوں کے پاس کی پیداوار صاحب زمین کی ہو گی اور باقی پیداوار کاشتکار کی ہو گی بعض اوقات ایسا ہوتا تھا کہ جہاں سے پانی گزرتا تھا وہاں کی پیداوار دوسری جگہوں کے مقابلے میں زیادہ ہوتی تھی۔ اس صورت میں بھی کاشتکار کی حق تلفی کا خدشہ ہوتا تھا۔ اور کبھی کبھی پانی زیادہ ہونے کی صورت میں صاحب زمین کی حق تلفی ہوتی تھی۔[34]

چنانچہ مزارعت سے لوگوں کو منع کرنے کی اصل وجہ یہی تھی کہ زمانہ خلافت میں کچھ ایسی خرابیاں موجود تھیں جس کی وجہ سے نوبت لڑائی جھگڑے اور حق تلفی تک پہنچ جاتی تھی۔ اس کے علاوہ مزارعت سے منع کرنے کی کوئی خاص وجہ نہ تھی۔ رافع بن خدیج سے روایت ہے کہ

"كنا أكثر أهل المدينة حقلا وكان أحدنا يكري أرضه فيقول هذه القطعة لي وهذه لك فربما أخرجت ذه ولم تخرج ذه فنهاهم النبي صلى الله عليه و سلم"[35]

ہم سب مدینہ والوں سے زیادہ کھیتی کرتے تھے۔ اور ہم میں سے کوئی زمین اس شرط پر دیتا کہ زمین کا فلاں حصہ میں لوں گا اور پھر ایسا ہوتا کہ ایک حصے میں کھیتی زیادہ ہوتی تھی اور دوسرے میں نہیں ہوتی اس لیے رسولؐ نے منع فرمایا۔

مزارعت کے حوالے سے علماء کرام کا مؤقف:

مولانا مودودی مزارعت کو جائز قرار دیتے ہیں اور اس کے جواز میں واقعہ خیبر کی مثال پیش کرتے ہیں۔ "اور جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ خیبر کا معاملہ بٹائی کا نہیں بلکہ خراج کا تھا ان کی بات صحیح نہیں ہے۔ خیبر کی آدھی زمین حکومت کی ملکیت تھی اور اس کی بٹائی تو بے شک خراج تھی لیکن آدھی زمین تو مجاہدین کے درمیان تقسیم کر دی گئی تھی اور اس میں حضور پاک کا اپنا ذاتی حصہ بھی شامل تھا۔ تو یہ مزارعت کی تعریف میں آتا ہے۔ یہ معاملہ چاہے اجتماعی طریقے پر ہوا ہو لیکن جو زمین مجاہدین میں تقسیم کی گئیں تھیں اس کے مالک یہ مجاہدین فرداً فرداً قرار دیے گئے تھے۔ ہر ایک کی زمین کی الگ الگ حد مقرر کر دی گئی تھی۔ ہر ایک کو بٹائی میں سے ایک مقررہ حصہ دیا جاتا تھا تھا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی اس میں سے ایک مقررہ حصہ پاتے تھے تو ایسے کھلے معاملے کو مزارعت کی تعریف سے کیسے خارج کیا جا سکتا ہے۔ چنانچہ واضح طور پر یہ دیکھا جا سکتا ہے کہ بٹائی کی شرائط ہر ایک شخص نے الگ الگ طے نہیں کی تھی بلکہ امیر قوم نے سب کی طرف سے اکٹھا معاہدہ کر دیا تھا۔ یعنی حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے زمین بٹائی پر دی تھی اپنی طرف سے بھی حکومت کی طرف سے بھی اور ان پندرہ سو افراد کی طرف سے بھی جن کا حصہ خیبر میں اس طریقے پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمل کیا اور آپ کے صحابہ نے بھی اسی پر عمل کیا۔"[36]

"اس مزارعت میں رقبہ کے متعلق کوئی تحدید نہ لگائی جائے اگر ایک شخص بطور مالک یا مزارع بیس مربع اراضی یا اس سے زیادہ رقبہ ٹریکٹرز غیرہ سے خود کاشت کر رہا ہے اور بدستور کاشت کرتا رہے۔ اور حکومت کو مقررہ الگان ادا کر دے۔ اس طرح زمین پر سے غیر قابض مالکان کا بوجھ اتر

34 ,Ameeni, Muhammad Taqi, Molana,Islam ka zar'ai Nizam,P:178
35 .Bukhari , Muhammad Bin Ismail, Sahi Bukhari, Dar Ibne Kasir,Alyamamah berut, hadith No,2207
36- Maudodi , Abu ul A'ala,Sayed, Mas'ala Malkiat e Zamin ,p:60

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.3 2023

جائے گا۔اور موجودہ صورت میں نہ کوئی مالک رہے گا اور نہ مزارع سب ایک سطح پر آجائیں گے اور کاشتکار کہلائیں گے۔اس طرح ارضیات کے سلسلہ میں مساوات محمدی قائم ہو جائے گی۔بڑی بڑی زمینداریاں اور جاگیر داریاں سب ختم ہو جائیں گی۔اور بڑے بڑے زمیندار صرف خود کاشت رقبہ ہیں اپنے پاس رکھ سکیں گے اور وہ بھی حکومت کے مزارع کے طور پر نہ کے مالک،اس طرح ان سب کی پوزیشن مساوی ہو گی اور اس طرح مساواتِ محمدی صحیح معنوں میں وجود میں آئے گی۔"[37]

مزارعت کے حوالے سے جو حقیقت کھل کر سامنے آئی ہے وہ یہ ہے۔

1. جو شخص اراضی خود کاشت نہ کر سکے یا خود کاشتی کی حد سے زائد زمین رکھتا ہو اس کو شریعت نے یہ حق دیا ہے کہ اپنی زمین دوسرے لوگوں کو زراعت کے لیے دے اور پیداوار میں تہائی یا چوتھائی یا نصف جس پر بھی فریقین میں معاہدہ ہوا اپنا حصہ مقرر کرلے۔جس طرح تجارت،صنعت اور دوسری کاروباری معاملات میں مضاربت جائز ہے اسی طرح زراعت میں بھی مزارعت جائز ہے۔
2. مضاربت کی طرح مزارعت بھی اپنی سیدھی سادھی صورت میں جائز ہے یعنی یہ کہ مالک زمین اور کاشت کار کے درمیان حصے کا تعین سیدھے سادھے طریقہ سے اس طرح ہو کہ زمین میں جتنی بھی پیداوار ہو گی وہ اسی تناسب سے فریقین میں تقسیم ہو جائے گی۔
3. رہا نقد لگان تو اگر وہ کرایہ زمین کی نوعیت رکھتا ہو تو وہ جائز ہے لیکن اگر پیداوار کا تخمینہ کر کے مالک زمین اس میں اپنا حصہ ایک مخصوص رقم کی صورت میں پہلے سے ہی طے کرلے تو اصولی طور پر اس میں اور سود میں کوئی فرق نہیں۔لیکن ایک فریق کا حصہ ایک مخصوص رقم کی شکل میں معین ہو اور دوسرے کا حصہ شک وشبہ پر منحصر رہے۔یہ نہ تجارت وصنعت میں جائز ہے اور نہ زراعت میں ۔[38]

مولانا مودودی مزارعت کو جائز قرار دیتے ہیں اور وہ اراضی کی تحدید ملکیت کے بھی قائل نہیں۔اور اس حوالے سے واقعہ خیبر کی مثال پیش کرتے ہیں

قاضی ابو یوسف کے نزدیک مزارعت کی حیثیت مضاربت جیسی ہے جس طرح ایک شخص کسی کو اپنا مال تہائی،چوتھائی نفع پر دیتا ہے ایسے ہی زمین تہائی چوتھائی پیداوار پر دینا جائز ہے۔

"کذالک الارض عندی ھی بمنزلتہ المضاربتہ"[39]

ایسے ہی زمین میرے نزدیک مضاربت جیسی ہے۔

مولانا محمد طاسین مزارعت کی ہر شکل کو ناجائز قرار دیتے ہیں۔ان کے نزدیک جب اسلام کا ظہور ہوا تو نہ صرف سرزمین عرب بلکہ تمام دنیا میں اس کا رواج تھا۔اور عملی طور پر اس کی مختلف شکلیں رائج تھیں۔

1. مالک اور مزارع ہر ایک کے لیے پیداوار کا آدھا آدھا طے ہوتا ہے۔
2. مالک کے لیے دو تہائی اور مزارع کے لیے ایک تہائی طے پاتا ہے۔
3. مالک کے لیے زمین کے ایک الگ ٹکڑے کی پیداوار اور مزارع کے لیے ایک الگ ٹکڑے کی پیداوار طے پاتی تھی۔
4. مالک زمین کے لیے غلہ کے بجائے نقد درہم و دینار کی مخصوص تعداد ہوتی تھی۔[40]

---

37 .Sadiq Ali,chohdri,Mas,ala Malkiat e Zamin Aur Islam,p:17-18
38 . Maudodi , Abu ul A' ala,Mmas'ala Malkiat e Zamin ,p:71-72
39 -Abu Yusaf ,qazi , Kitabul Khiraj, Aljame Alsalfia Almohamdia Qahira,1324h,p:89
40 .Tu,aseen, Molana, Morawaja Nizame Zamindari Aur islam,p:66-67

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.3 2023

تاہم اس تمام معاملہ میں ایک بات جو قدر مشترک تھی وہ یہ ہے کہ مالک زمین کسی نہ کسی صورت میں اپنی زمین کے استعمال کے بدلے میں کسان سے مالی معاوضہ ضرور وصول کرتا تھا۔ اس لیے مولانا طاسین مزارعت کی تمام شکلوں کو ناجائز قرار دیتے ہیں۔ کیونکہ نفع اور نقصان کی صورت میں کاکسان کو مقررہ معاوضہ ادا کرنا پڑتا تھا۔ دونوں صورتوں میں نقصان کسان کو ہی برداشت کرنا پڑتا تھا۔

اسلام ایسے نظام کو تو جائز قرار دیتا ہے جس میں مالک اور کسان دونوں برابر کے معاملے میں شریک ہوں لیکن اسلام اس ظالمانہ سسٹم کے خلاف ہے جس میں کسان کی حق تلفی ہوتی ہو اور زمیندار کاشتکار کے جان ومال کے درپے ہوں۔

"زمین میں ہر انسان کا فائدہ ہے۔ زمین خواہ کسی شخص کی بھی ملکیت کیوں نہ ہو وہ اپنی مرضی سے اس میں ردوبدل نہیں کر سکتا جس سے دوسرے انسانوں کو کوئی نقصان ہو مثلاً لوگوں کو چاول اور گیہوں کی ضرورت ہے اور مالک زمین اپنا فائدہ اس میں دیکھتا ہے کہ زمین میں تمباکو کو کاشت کر دے یا کماد لگا دے تو مالک ہونے کے باوجود بھی حکومت اس کو ایسا کرنے سے روک سکتی ہے یا عوام کی مصلحت کا تقاضا ہے کہ زمین میں کسی غلے وغیرہ کی ضروری کاشت کی جائے لیکن زمین کا مالک اپنا فائدہ اس میں دیکھتا ہے کہ اسے بلا کاشت کے چھوڑ دے تو چونکہ یہ چیز مفاد عامہ کے خلاف ہے اس لیے حکومت مالک کو مجبور کر سکتی ہے کہ وہ اس زمین کو کاشت نہ کرے۔"[41]

غرض کہ زمین کی نجی ملکیت اور روزمرہ استعمال کی نجی ملکیت میں بہت زیادہ فرق ہے کیونکہ اشیاء صرف کے صحیح استعمال سے فائدہ صرف اس کے مالک کو پہنچتا ہے اور نقصان کا بھی وہ خود ذمہ دار ہوتا ہے۔ اس کے لیے اسے حکومت کا پابند رہنے کی بھی ضرورت نہیں۔ اور زمین کا معاملہ اس کے برعکس ہے۔ کیونکہ اگر مالک صحیح طریقے سے زمین کا استعمال کرے گا تو مالک کے ساتھ ساتھ دوسرے لوگ بھی فائدہ مند ہوں گے جبکہ اس کے غلط استعمال سے دوسرے لوگ بھی متاثر ہوں گے۔ اس طرح حکومت مالک زمین پر اس کے غلط استعمال کی وجہ سے پابندی عائد کر سکتی ہے۔

الغرض اسلام کے معاشی نظام میں انفرادی ملکیت کے ساتھ ساتھ اجتماعی ملکیت کا تصور بھی موجود ہے اور اس کی اولین ترجیح لوگوں کا مفاد اور اس کا تحفظ ہے۔

تجاویز:

1. ریاست کو زرعی زمینوں کی ملکیت پر ایک جامع سروے کرانا چاہیے تاکہ پوری حقیقت سامنے آسکے۔
2. ذاتی استعمال کی اشیاء تو افراد کی ملکیت ہو سکتی ہیں لیکن وسائل پیداوار یعنی زمین نجی ملکیت کی بجائے حکومت کی ملکیت میں ہونی چاہیے۔
3. پاکستانی قوانین کے مطابق ملکیت کی تحدید کی گئی تھی تاہم عملاً اس کا اطلاق نہیں کیا گیا اس لیے غیر حاضری زمینداری نہ صرف موجود ہے بلکہ ایک ایک فرد ہزاروں ایکڑ کا مالک ہے۔ تاہم اس مسئلے کا یقینی حل تلاش کیا جائے تاکہ اسلام اور مسلمانوں کی خیر خواہی ہو۔

خلاصہ کلام:

اسلام ایک مکمل نظام حیات ہے۔ تمام انسانوں اور اقتدار اعلیٰ کا مالک اللہ تعالیٰ ہے۔ زمین اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک تحفہ ہے۔ جس میں تمام انسانوں کا حق معاش برابر ہے۔ ملکیت کسی انسان کی کسی چیز پر مکمل اختیار کا نام ہے اور اس اختیار کی بناء پر وہ اپنی مملوکہ چیز سے ہر قسم کا فائدہ آٹھا سکتا ہے اسلام ہر انسان کو ملکیت کا حق عطا کرتا ہے۔ لیکن یہ ملکیت انسان کے پاس ایک امانت ہے۔ اور یہ امانت انسان کے پاس اس وقت تک ہے جب تک کہ مفاد عامہ میں کوئی خرابی نہ ہو۔ انسان کسی چیز کا مالک تو نہیں ہے بلکہ وہ صرف اس چیز سے فائدہ اٹھانے کا حق رکھتا ہے۔ لیکن اصل مالک تو اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ ذاتی استعمال کی اشیاء اور وسائل پیداوار میں بڑا فرق ہے۔ زمین عوام کے فائدے کے لیے ہے لیکن اگر کہیں عوام کا

41 -Tu'aseen Molana, Morawaja Nizame Zamindari Aur islam,p:53

فائدہ اس میں ہو کہ نجی ملکیت کی تحدید کر دی جائے تو ریاست ملکیت کی تحدید کر سکتی ہے سندھ اور جنوبی پنجاب میں اب بھی جاگیر دارانہ نظام موجود ہے۔

کتابیات

- Misbahullughat, Arbi urdu dictionary, khazina Elmo Adab market urdu bazar Lahore
- Byan- ul. lisan, Arbi urdu Dictionary, darul Ashat Karachi,2007
- Ibne Hamam, Kamal-udin, Muhammad bin Abdul Wahid, (681M), Fathihulqadeer, Almaktabah Rashedia sarka road koita
- Jarjani, Ali bin Muhammad, Sayad Sharif(816M), Altarifat, Almulkutab Berut Labnab,1996
- Alahmad Nagri, Abdunabi bin Abdul Rasool jame-ul-ulum Almuqalb bdastur ul –ulma Daira almaarif Hedar Abad, Dakan ,1329
- Wahba Azuheli, Alfiq-ul-islami wa Adilatuho, Darul Ashaat Karachi,2012
- Marshal, Alfred, Principal of Economics London Macmillan and co ltd,1920
- Dehlvi, Shah Wali ullah, Hujatullah Albaligha, Tarjmah Abdul Haq Huqani, Daru Ashaat Krachi